سواد اعظم کا صحیح مفہوم

(از مولوی منتصر احمد صاحب رحمانی آسامی)

مجھے اپنے دیار کے حنفی حضرات سے جب کبھی گفتگو کرنے کا موقع ہوا ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ عموماً اپنے تقلیدی مسلک کی حقانیت کے ثبوت میں اپنی تعداد کی کثرت کو پیش کردیا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حدیث میں "سواد اعظم" کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ان کے خیال میں "سواد اعظم" کے معنی "بڑی تعداد والے" کے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آج اس دلیل کی حقیقت آپ پر واضح کردوں، اور بتا دوں کہ "سواد اعظم" کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ اور اس دلیل کی بنا پر تقلیدی مسلک کو حق سمجھنا کہاں تک درست ہے۔ پہلے حدیث کے الفاظ پر غور کیجئے۔

یہ روایت سنن ابن ماجہ میں بایں الفاظ مروی ہے۔ ان امتی لا تجتمع علی ضلالۃ فاذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم (ص ۲۹۲) یعنی آنحضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری تمام امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی، پس جب تم اختلاف دیکھو تو بہتر جماعت کو لازم پکڑو۔

مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کے وقت بڑی تعداد والوں کا ساتھ دینا چاہیئے

پہلا جواب لیکن اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح اور قابل احتجاج ہے ہی نہیں، چنانچہ علامہ سندھی حاشیہ ابن ماجہ میں زوائد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں فی اسنادہ ابو خلف الاعمی واسمہ حازم بن عطاء وھو ضعیف وقد جاء الحدیث بطرق فی کلھا نظر قالہ شیخنا العراقی فی تخریج احادیث البیضاوی۔ (ابن ماجہ مصری صفحہ ۴۶۴ ج ۲) یعنی اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابو خلف اعمی واقع ہے جو ضعیف ہے۔ اس کے علاوہ اور سندوں سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن وہ سب ضعیف ہیں"

ابو خلف اعمی کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں متروک ورماہ ابن معین بالکذب۔ (تقریب ص ۲۱۸) یعنی یہ متروک ہے اور ابن معین نے اس کو کاذب کہا ہے۔ جب یہ حدیث ضعیف اور ناقابل استدلال ہے تو اس سے حجت پکڑنا ہی غلط ہے۔

دوسرا جواب دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس کی تعداد زیادہ ہو وہ حق پر ہے اور اس کا ساتھ پکڑو۔ کیونکہ محض تعداد کی کثرت کو حقانیت کا معیار قرار دینا کتاب اللہ،

سنت رسول اللہ اور ائمہ سلف کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اسلام میں عددی قلت وکثرت کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ حق جس کے ساتھ ہے وہی بڑا اور قابل اتباع ہے۔ قرآن مجید، احادیث اور تاریخ اسلام کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ حق بمقابلہ اہل باطل کے ہمیشہ ہی تعداد میں کم رہے ہیں اور اللہ نے انھیں قلیل التعداد حق پرستوں کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

آیاتِ قرآنی وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (السبا ع) میرے شکر گذار بندے کم ہیں، نیز فرمایا کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ (البقرۃ ع ۳۳) یعنی بحکم الٰہی بہت سی تھوڑی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب رہی ہیں۔ اللہ رب العزت نے کثیر التعداد کی اتباع سے منع فرماتے ہوئے اپنے پیغمبر کو خطاب فرمایا وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ (الانعام ع ۱۴) "اگر آپ اہل زمین کے کثیر التعداد لوگوں کی اتباع کریں گے تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکادیں گے" اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام رقمطراز ہیں فی هذا دلالة على انه لا عبرة فی دین الله ومعرفة الحق بالقلة والكثرة لجواز ان يكون الحق مع الاقل، آیت کریمہ دال ہے اس بات پر کہ امورِ دین اور معرفتِ حق میں قلت تعداد وکثرت تعداد کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے کہ جائز ہے حق قلیل التعداد کے ساتھ ہو۔ صاحب جامع البیان أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ کے بعد فرماتے ہیں فان اکثرهم على الضلال (ص ۱۲۵) یعنی لوگوں میں اکثر گمراہ ہیں" معلوم ہوا کہ صرف کثرت تعداد حقانیت کی دلیل نہیں اور سنئے۔ حضرت خلیل اللہ ایک طرف اور نمرود مع اپنے جم غفیر دوسری طرف تھا۔ لیکن چونکہ حق ابراہیم کے ساتھ تھا لہذا قرآن نے ان کو امت سے تعبیر کیا۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً، اور اس کی وجہ بتلاتے ہوئے ملا علی قاری حنفی شرح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں لانه يجتمع فيه من الصفات ما لا يوجد متفرقة الا فی جماعة ولذا قال الشاعر ؎

لیس علی الله بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

حدیث نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا یزال طائفة من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعة (ترمذی) یعنی میری امت کی ایک جماعت کو ہمیشہ اللہ کی مدد شامل رہے گی جو لوگ ان کا ساتھ نہیں دیں گے ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اس حدیث کی توجیہ کرتے ہوئے صاحب کتاب ابطال الاباطیل ارقام فرماتے ہیں۔ فحاصل الحدیث لا یزال طائفة قلیلة من امتی منصورین بالحجة والبرهان، یعنی آپ کا مقصد یہ ہے کہ میری امت کی تھوڑی تعداد والی جماعت ہمیشہ حجت وبرہان کے ساتھ غالب رہے گی (نہ کہ کثرت تعداد کے ساتھ)

آپ کا ارشاد ہے کہ بنو اسرائیل ۷۲ فرقوں میں منقسم ہوئے تھے اور میری اُمت ۷۳ فرقوں میں متفرق ہوگی، اُن میں سے ایک فرقہ ناجی ہے۔ باقی سب جہنمی (کتب حدیث)، اب حضرات مقلدین غور فرمائیں کہ فرقہ ناجی جس کی

واحد محض ہے با عتبار تعداد کثیر ہے یا ۷۲ فرقے جو ناری ہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قارئین کرام! یہ قرآن و حدیث کے چند واضح دلائل ہیں جو مقلدین کے استدلال کا قلع قمع کرنے کے لئے کافی ووافی ہیں۔ لیکن سواد اعظم کی تفسیر میں علمائے کرام و فقہائے عظام کے چند اقوال بھی استشہاداً پیش کر دیئے جائیں تو بے جا نہ ہوگا۔

ائمہ کے اقوال

(۱) علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں کہ سواد اعظم وہی ہے جو تابع کتاب و سنت ہو وان ماسواہا لایلتفت الیہم وان امتلأ العالم منہم یعنی جو کتاب وسنت کے ماسوا پر عمل کرے وہ لائق التفات نہیں۔ اگرچہ ایسے لوگوں سے دنیا بھری پڑی ہو۔

(۲) حافظ ابن الجوزی نے تلبیس ابلیس میں نقل فرمایا ہے۔ کہ امام سفیان ثوری نے یوسف بن اسباط سے فرمایا اذا بلغک عن احد بالمشرق انہ صاحب السنۃ فابعث الیہ بالسلام واذا بلغک عن الاخر بالمغرب انہ صاحب السنۃ فابعث الیہ بالسلام فقد قل اہل السنۃ ۔ اگر ایک شخص مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پابند سنت ہو اور تمہیں خبر مل جائے تو ان کی طرف اپنا ہدیہ سلام ارسال کرو کیونکہ اہلسنت کی تعداد بہت ہی کم ہوگئی ہے۔ خط کشیدہ عبارت پر دوبارہ نظر ڈالئے، امام صاحب اہل سنت کی تعداد قلیل تبلا رہے ہیں اور اتباع کتاب وسنت کو معیار حقانیت تبلا رہے ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ کثرت تعداد ہی کو معیار حق گردان کر اپنا جی خوش کر رہے ہیں

(۳) علامہ شعرانیؒ نے امام سفیان ثوریؒ کا ایک اور قول نقل فرمایا ہے جو پہلے سے بھی زیادہ صریح ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ وکان سفیان الثوری یقول المراد بالسواد الاعظم ہم من کان من اہل السنۃ والجماعۃ ولو واحدا فاعلم ذالک انتہی (میزان کبری للشعرانی ج ۱ ص ۵۱) یعنی حضرت امام سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ سواد اعظم سے مراد وہ لوگ ہیں جو متبع کتاب وسنت ہیں اگرچہ ایسا ایک ہی شخص ہو، امام صاحب تاکید فرماتے ہیں کہ اس کو اچھی طرح دلنشین کرلو۔

(۴) اغاثۃ اللہفان میں علامہ حافظ ابن القیم رح رقمطراز ہیں کہ رفیق نہ ہونے کی وجہ سے گھبرانا نہیں چاہیے یہ نہ کہنے لگو کہ لوگ کہاں گئے میں تو انھیں کی پیروی کروں گا، سچا بصیرت والا وہ ہے جو ساتھی کے کم ہونے یا مطلق نہ ہونے سے نہ گھبرائے بشرطیکہ دل میں اول قافلہ (صالحین) کی رفاقت محسوس کرتا ہو، آگے چل کر فرماتے ہیں "آدمی کا راہ طلب میں اکیلا ہونا سچی طلب کی دلیل ہے"

(۵) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سنت دشمن وستمگر کے حلقہ میں ہے یعنی مسلک سنت پر چلنے والوں کے اکثر لوگ دشمن ہوتے ہیں، پس خدا تم پر رحم فرمائے طریق سنت پر صبر کرو! کیونکہ اہل سنت پہلے زمانے میں بھی کمتر تھے!

(۶) علامہ نعیم ابن واد واتبعوا السواد الاعظم کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے غرض یہ ہے کہ جب جماعت بگڑ جائے تو تم کو وہی طریق اختیار کرنا چاہیئے جس پر جماعت کے لوگ بگڑنے سے پیشتر تھے۔ اگرچہ تو اکیلا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں تو ہی جماعت (سواد اعظم) ہوگا۔ اربابِ بصیرت پر پوشیدہ نہیں کہ شیرازۂ اسلام کے منتشر ہونے سے قبل متبعین کتاب وسنت کی جماعت (اہلحدیث) تھی نہ کہ مقلدین کی، کیونکہ تقلید تو چوتھی صدی ہجری کی ایجاد ہے (حجۃ اللہ البالغہ واعلام)

(۷) ابوشامہ عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل کتاب الحوادث والبدع میں ارقام فرماتے ہیں کہ جہاں جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حق بات کا ساتھی اور پیرو ہو۔ گو اس پر چلنے والے تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ حق وہ ہے جس پر پہلی جماعت آنحضرت کے عہدِ مبارک اور صحابہ کی تھی اور ان کے بعد جو باطل والے زیادہ ہوگئے ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۸) صاحب الطال الاباطیل کا قول پہلے گذر چکا ہے جو انھوں نے حدیث لایزال طائفۃ الخ کی توضیح وتشریح فرماتے ہوئے فرمایا ہے

(۹) ملا علی قاری حنفی رح نے نخبۃ الفکر کی شرح میں تحریر فرمایا ہے۔ وقد قیل فی الحدیث المشہور "علیکم بالسواد الاعظم" ای الاورع والاسلم انتہیٰ۔ یعنی سواد اعظم کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو لباس ورع وپرہیزگاری میں ملبوس ہوں اور (فتنۂ بدعت وضلالت سے) محفوظ ہوں — اخیر میں ہم ایک فاضل دیوبند کی تحقیق انیق بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں تاکہ وشھد شاھد من اھلھا کا کام دے اور تلک عشرۃ کاملۃ بھی ہوجائے

(۱۰) مولوی عبدالجلیل صاحب فاضل دیوبند سواد اعظم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "اعظم اور عظیم الفاظِ لفظِ عظمت سے نکلے ہیں اور لغت عرب میں عظمت کے معنی اوصاف حمیدہ اور اعمال صالحہ کے اعتبار سے "بڑائی" کے ہیں بیضاوی نے اس لفظ کی تشریح میں یہی معنی لکھے ہیں اور لفظ عظیم کو حقیر کا مقابل بنایا ہے مطلب یہ کہ عددی کثرت اور قلت کے لئے لفظِ عظیم اور حقیر کا استعمال نہیں ہوتا (بلکہ) اس کے لئے عربی زبان میں لفظ کثرت اور قلت ہے جس سے کثیر اور اکثر، قلیل اور اقل کے الفاظ نکلے ہیں پس حدیث اتّبعوا السَّوَادَ الاعظم میں بھی "سوادِ اعظم" سے مراد "سوادِ افضل" ہے نہ کہ "سوادِ اکثر"، اس کا مطلب یہ کہ جو جماعت شرافت اور فضیلت کے اعتبار سے بڑی ہو اس کی اتباع ضروری ہے، ہم نماز کے رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں اور عظیم سے مراد لیتے ہیں صاحبِ عظمت وفضیلت نہ کہ کثرت والا اور بڑی تعداد والا کیونکہ یہ تو صریح شرک ہے،، انتہیٰ (زمزم لاہور ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء)۔ مولوی صاحب موصوف نے یہ بات مسلم لیگ کے مقابلہ میں جمعیۃ علماء کی حمایت کرتے ہوئے لکھی ہے مگر حدیث کی تشریح کرتے ہوئے "سواد اعظم" کا جو معنی انھوں نے بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اس لئے اسی کی روشنی میں ہم ان حضرات کو انصاف ودیانت کی دعوت دیتے ہیں جو مقلدین کی محض کثرتِ تعداد کی بنا پر تقلید کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں

جناب شیخ حاجی عبدالوہاب صاحب پرنٹر پبلشر وایڈیٹر نے جید برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ محدث دار الحدیث رحمانیہ دہلی سے شائع کیا۔